اکابر کے فیض یافتہ حضرت محمد کلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا نعمان علی خان
جامعہ بیت السلام، کراچی

اور ان کا اندازِ تربیت

حضرت محمد کلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان معدودے چند شخصیات میں ہوتا ہے جنہیں حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے جلیل القدر خلفاء کی طویل اور براہِ راست صحبتِ بابرکت میسر آئی۔ ان میں حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ (جن سے آپ کو خلافت کا شرف بھی حاصل ہوا) خصوصیت سے شامل ہیں۔ اسی طرح حضرت بابا نجم احسن نگرامی رحمۃ اللہ علیہ جن کا قیام سالہا سال حضرت کے ناظم آباد والے گھر پر رہا اور وہیں ان کی وفات بھی ہوئی، ان کی تربیت کا بھی حضرت کلیم صاحبؒ کی شخصیت پر گہرا اثر تھا۔

تواضع وانکساری کی شان

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک خاص شان ان کی بے مثال تواضع اور انکساری تھی، اور اسی انداز پر وہ اپنے متعلقین کی تربیت بھی فرمایا کرتے تھے۔ اس تربیت کا ایک ایمان افروز واقعہ بطورِ شاہد پیشِ خدمت ہے: ایک مرتبہ رمضان المبارک کے بعد میری حضرتؒ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حسبِ معمول حال احوال دریافت فرمایا، تو میں نے عرض کیا: حضرت! رمضان المبارک جیسا گزرنا چاہیے تھا ویسا نہیں گزر سکا۔ حضرتؒ نے یہ سنتے ہی فوراً فرمایا: إنا لله وإنا إليه راجعون.

پھر بطور تربیت ارشاد فرمایا: ''بھائی! آپ تو گویا یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہمارا یہ استحقاق (حق) تھا کہ ہمارا رمضان اچھا گزرتا، لیکن ہمارے اس استحقاق کے برعکس ویسا نہیں گزرا، یہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض

ہے۔'' اس کے بعد فرمایا: ''بھائی! جو نیک کام (اس مہینے میں) ہو سکا، اس پر شکر ادا کرو اور اسے اللہ تعالیٰ کی محض عطا سمجھو کہ یا اللہ! ہمارا تو ان اعمال کا بھی کوئی استحقاق نہیں تھا، یہ تو آپ ہی کا فضل ہے کہ آپ نے توفیق عطا فرما دی، آپ کا شکر ہے۔ اور جو کوتاہی یا لغزش ہو گئی، اس پر استغفار کرو۔'' یہ وہ تعلیم ہے جو درحقیقت قرآن کریم میں دی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

''وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ'' (ہود:88)

ترجمہ: ''اور مجھے جو کچھ توفیق ہوتی ہے صرف اللہ کی مدد سے ہوتی ہے۔''

اخلاص پر زور

دینی کاموں میں حضرتؒ اخلاص پر بہت زیادہ زور دیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے: ''مقصد حیات رضائے حق ہے، اور رضائے حق تب ہی حاصل ہوگی جب عمل اللہ کے لیے ہوگا اور اس میں اخلاص ہوگا۔''

تقویٰ کی تعریف

حضرت نے کئی مرتبہ بانیِ تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ان کا یہ زرّیں قول نقل فرمایا: ''حال کے امر کو جاننا تقویٰ ہے، یعنی انسان یہ دیکھے کہ اس وقت میرے رب کا مجھے کیا حکم ہے؟ اور اس کا تقاضا کیا ہے؟! چنانچہ اس کے مطابق عمل کرنا ہی تقویٰ ہے۔'' یہی بات علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مشہور کتاب ''مدارج السالکین'' میں کسی دوسرے عنوان سے درج فرمائی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ: ''سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ انسان ہر وقت کے (شرعی) تقاضے کے مطابق جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو عمل کرے، چنانچہ جو لوگ دینی و علمی مشاغل اختیار کیے ہوئے ہیں، انہیں اکثر یہ بات پیش آتی ہے کہ عین مطالعے یا کسی دینی خدمت کے وقت کوئی دوسرا ضروری امر پیش آجاتا ہے، مثلاً بچہ بیمار ہو گیا، اہلیہ کی طبیعت خراب ہو گئی یا کوئی مہمان آ گیا۔ بسا اوقات ڈاکٹر کے پاس جانے اور وہاں گھنٹوں انتظار کرنے کی وجہ سے نہ مطالعہ ہو پاتا ہے اور نہ ہی وہ دینی خدمت جاری رہ پاتی ہے، ہم لوگ کم فہمی کی وجہ سے اس مشغولیت کو بوجھ یا وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں، حالانکہ بچوں اور اہلیہ کی دیکھ بھال یا مہمان کی خاطر تواضع کرنا ہی اس وقت کا ''شرعی تقاضا'' ہے، جس پر عمل کرنا اس (نفلی) دینی خدمت سے افضل ہوتا ہے جس میں انسان مصروف ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں اپنی اہلیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے تھے، اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بدر کے مجاہدین کے اجر و ثواب اور مالِ غنیمت میں شریک قرار دیا۔

رجوع الی اللہ کی تعلیم

حضرتؒ کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر کام میں اللہ کی طرف رجوع کرنے کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ جب بھی کوئی ایسی پریشانی ان کے سامنے رکھی جاتی جس کا دنیاوی اسباب میں کوئی حل نظر نہ آتا تو حضرت فرماتے: ''بھائی! جو لوحِ محفوظ میں لکھا جا چکا وہ ہو کر رہتا ہے، پریشانی سے کیا فائدہ؟ اب بس دعا کا سہارا لو اور کہو کہ یا اللہ! ہم نے اپنی ساری تدبیریں کر لیں، لیکن ہمیں کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا، اب آپ ہی کوئی صورت پیدا فرما دیں۔''

ایک مرتبہ انہوں نے چلتے پھرتے اللہ سے مانگنے کی عادت پر اُبھارتے ہوئے فرمایا: دیکھو! اگر کبھی تم گاڑی میں ہو، فیملی بھی ساتھ ہو، ہنگامہ بپا ہو اور شدید ٹریفک میں گاڑی پھنس جائے تو فوراً اللہ سے دعا کرو کہ یا اللہ! ٹریفک کا ہجوم ہے، فیملی ساتھ ہے، یا اللہ! آپ کوئی راستہ نکال دیجیے۔ بس یہ دعا کرتے رہا کرو۔ حضرتؒ ہر حال میں چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنے کی عادت ڈالنے کی بہت زیادہ ترغیب دیا کرتے تھے۔

کبر سے دور رہنے کی تلقین

کئی ایسے باطنی مسائل (جن کی تفصیلات اب ذہن میں محفوظ نہیں) جب میں نے حضرتؒ کے سامنے ذکر کیے، تو انہوں نے فرمایا: ان سب کی اصل وجہ کبر (تکبر) ہے۔ حضرتؒ کا مربیانہ نکتہ یہ تھا کہ آدمی کے دل میں یہ وساوس اور خیالات پیدا ہی اس وقت ہوتے ہیں جب اس کے اندر کبر اَنگڑائی لیتا ہے اور وہ نادانستگی میں خود کو بڑا سمجھنے لگتا ہے۔ یہ حضرتؒ کی دور اندیشی تھی جو سطحی علامات کے بجائے فوراً اصل مرض بھانپ لیتی تھی کہ ان تمام اُلجھنوں کی جڑ کبر ہے، چنانچہ اس باطنی مرض کو دور کرنے کی فکر پیدا فرماتے۔ سید التابعین حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حبِ جاہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ:

''آخر ما ينزع من قلوب الصالحين حب الرئاسة.''

''نیک لوگوں کے دلوں سے سب سے آخر میں جو برائی نکلتی ہے، وہ سرداری کی محبت ہے۔''

بسا اوقات نیک اور صالح لوگوں میں یہ مخفی کبر پیدا ہو جاتا ہے کہ کسی کو اپنے اچھے خطیب ہونے کا پندار (غرور) ہو جاتا ہے، کوئی سمجھتا ہے کہ میرے جیسا مقتدر مدرس کوئی نہیں، کسی کو یہ زعم ہوتا ہے کہ مجھ جیسا مصلحِ قوم کوئی نہیں، تو کوئی اپنی عبادت و ریاضت کے خمار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ غرض آدمی اپنی ہی بنائی ہوئی دنیا میں مگن رہتا ہے، اگرچہ وہ زبانِ قال (لفظوں) سے اس کا اظہار نہ کرے، مگر اس کا زبانِ حال (طرزِ

عمل) پکار پکار کر کہہ رہا ہوتا ہے کہ وہ اس مہلک باطنی مرض میں مبتلا ہو چکا ہے۔

گناہوں سے حفاظت میں صحبتِ اہل اللہ کا اثر

آج کل لوگوں کا روحانی امراض (مثلاً بدنظری، کبر، غصہ اور بدگمانی وغیرہ) میں جس قدر ابتلا ہے، وہ کسی پر ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ ان روحانی امراض سے بچاؤ کے لیے جہاں شریعت کا علم ضروری ہے، وہیں صحبتِ اہل اللہ بھی اکسیر کا درجہ رکھتی ہے، چنانچہ جب میں نے اپنے اسی طرح کے کچھ روحانی امراض کا حضرت کے سامنے ذکر کیا، تو حضرت نے قدرے سخت لہجے میں فرمایا: ''آپ یہاں کتنے عرصے بعد آئے ہیں؟'' (بندے کو کئی مہینوں بعد حاضری کی توفیق ہوئی تھی)۔ حضرت نے اسی مجلس میں دریافت فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ'' (سورۃ التوبۃ:119) کا کیا مطلب ہے؟ پھر خود ہی فرمایا: ''اس کا مطلب ہے کہ سچوں کے ساتھ رہ پڑو۔''

نیز فرمایا: ''گناہوں سے بچنے کے لیے ہمت سے کام لو۔ نگاہ کے غلط استعمال کا خیال آ رہا ہے ہمت سے کام لے کر اسے دبا دو۔ غیبت کا دل چاہ رہا ہے ہمت کر کے زبان کو روک لو اور نیک صحبت اختیار کرو۔''

ذکر کی تعلیم اور اس کا اثر

حضرت نے مجالس میں بارہا ذکر کیا کہ حضرت تھانویؒ اپنے آخری زمانے میں لوگوں سے قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے: ''لوگو! جو میں کہہ رہا ہوں غور سے سنو اور اس پر عمل کر لو۔ روزانہ پندرہ منٹ اسمِ ذات ''اللہ اللہ'' کا ذکر کر لیا کرو۔'' پھر حضرت کلیم صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت (تھانویؒ) فرماتے تھے: ''میں وعدہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جائے گا۔'' اور فرمایا: ''کیوں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ'' (البقرۃ:152) تو جب اللہ تعالیٰ ہمیں یاد کریں گے تو اپنی شایانِ شان یاد کریں گے یا ہماری شان کے مطابق؟ ظاہر سی بات ہے کہ اپنی شان کے مطابق یاد کریں گے۔ یہ بھی فرمایا کہ: ''اس ذکر کے دو فائدے ہوں گے: ایک تو یہ کہ اپنے عیوب کا پتہ چلے گا، دوسرا ان عیوب کے ازالے کی فکر پیدا ہو جائے گی۔'' پھر حضرت کلیم صاحبؒ نے (نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا: ''گناہوں سے بچو، شکر ادا کرتے رہو اور یہ ذکر جاری رکھو، صبح کا وقت بہتر ہے، ورنہ جو وقت میسر ہو۔ اگر کوئی کام بیچ میں آ جائے تو وہ کر لو، باوضو ہو یا بے وضو، جس حال میں بھی ہو، اس میں ناغہ نہ ہو۔''

اسی طرح فرماتے تھے: ''جو تسبیحات (معمول میں) ہیں، ان کا اہتمام کرتے رہو، اگر کبھی معمول پورا نہ ہو اور کم ہو جائے تو کوئی بات نہیں، بس لگے رہو، لگے رہو اور ثمرات کا مطلق خیال نہ کرو۔ پھر یہ شعر پڑھا:

محبت میں ترقی سعی لا حاصل سے ہوتی ہے
خبر اس بھید کی لیکن بڑی مشکل سے ہوتی ہے

وصال کے بعد رُخِ انور کا سکون

اتوار کا دن تھا، اور معمول کے مطابق بعد نمازِ مغرب حضرتؒ کی مجلس ہونی تھی۔ فون پر حضرتؒ کے سانحۂ ارتحال کی خبر ملی، دارالعلوم میں مغرب کے بعد حضرت کا آخری دیدار نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے چہرے پر وہی ہلکا سا تبسم پھیلا دیا تھا، جو آپ بسا اوقات دنیا میں کسی بات پر فرمایا کرتے تھے۔ چہرہ پر سکون تھا جیسے طویل بیماری سے صحت یاب ہونے والے کسی شخص کے چہرے پر ہوتا ہے، یہ وہ پرنور منظر تھا جو وہاں موجود ہر آنکھ نے دیکھا، گویا وہ خوشخبری جو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے اپنے نیک بندوں کو موت کے وقت سناتا ہے، حضرت نے سن لی تھی اور اسی کی مسرت چہرے پر مسکراہٹ بن کر چھا گئی تھی۔ وہ خوشخبری یہ ہے:

''اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ'' (فصلت:30-32)

''جن لوگوں نے (دل سے) اقرار کرلیا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر (اس پر) مستقیم رہے، ان پر فرشتے اُتریں گے کہ تم اندیشہ نہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت (کے ملنے) پر خوش رہو جس کا تم سے (پیغمبروں کی معرفت) وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ اور ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے اور تمہارے لیے اس جنت میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا موجود ہے اور نیز تمہارے لیے اس میں جو مانگو گے موجود ہے۔ یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کی طرف سے۔''

بالآخر 28 ذوالحجہ 47 ہجری بروز اتوار، مطابق 14 جون 2026ء وقتِ دوپہر، رشد و ہدایت کا یہ مہتاب، شہرت سے دور گوشہ نشینی کی زندگی گزار کر اُفقِ دنیا سے ہمیشہ کے لیے اوجھل ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت کی مغفرت فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات نصیب فرمائے اور ان کے فیوض و برکات کو ہمیشہ جاری و ساری رکھے، آمین یارب العالمین!

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....